عصر حاضر کی اسلامی تحریکیں، مسلم امہ اور عالمی منظر نامہ

CONTEMPORARY ISLAMIC MOVEMENTS: THE MUSLIM UMMAH & GLOBAL SITUTION

Talib Ali Awan

ABSTRACT:

Any all-encompassing and everlasting struggle revolving around the call for God and religion is called Islamic movement whose central responsibility is to train and prepare such individuals who, instead of being slaves of their parochial interests, fulfill their duties with respect to God's rights, and play their role to defend the rights of people. This article examines to what extent contemporary Islamic movements have succeeded in this regard. The most important thing for a viable reformation is the consistent process of educating and training which is linked with the Quran, the Sunnah, Islamic rituals, and rights of human beings. Contemporary Islamic movements may be successful in this process only through hard struggle.

KeyWords: *Islamic, Movements, Muslims, World, Scenario.*

خلاصہ

دعوت الی اللہ اور دعوتِ دین کے محور کے گرد ایک ہمہ جہت اور ختم نہ ہونے والی جدوجہد کو اسلامی تحریک کا نام دیا جاتا ہے جس کی بنیادی ذمہ داری ایسے افراد کی تربیت ہے جو ذاتی مفاد کے بندے نہ ہوں بلکہ صرف اور صرف خالق حقیقی کے بندے بن کر اس کے حقوق کو ادا کریں اور خلق خدا کے حقوق کے تحفظ میں ذمہ دارانہ کردار ادا کر سکیں۔ اس مقالہ میں اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ عصر حاضر کی اسلامی تحریکیں اس مہم میں کس قدر کامیاب ہوئی ہیں۔ دراصل، پائیدار اصلاح کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز وہ مسلسل تعلیمی و تربیتی عمل ہے جس میں قرآن کریم کا براہِ راست مطالعہ، سیرت النبیؐ سے براہِ راست تعلق اور عبادات اور حقوق العباد کا شدت کے ساتھ اہتمام ہو۔ عصر حاضر کی اسلامی تحریکیں اس تربیتی عمل کے لئے مسلسل خونِ جگر سینچنے ہی سے اپنی منزل سے ہم کنار ہو سکتی ہیں۔

کلیدی کلمات: اسلامی، تحریکیں، مسلم امت، منظر نامہ۔

اسلامی تحریک کا مفہوم

اسلام کے لغوی معنی "اطاعت، سر جھکانے، سر تسلیم خم کرنے اور مکمل سپردگی" کے ہیں۔ اس کے دوسرے لفظی معنی "امن، سلامتی اور آشتی" کے ہیں۔ اصطلاح میں اسلام کا مطلب دین کو اللہ کے لئے خاص کرنا ہے اور مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرتا ہے یعنی اسلام دراصل اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے۔[1] دراصل، دین اسلام ہی وہ دین ہے جو اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر ایک پورا ضابطہ زندگی پیش کرتا ہے: "اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ" (19:3) ترجمہ: "بلا شبہ دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔" یہ دین انسان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسے قبول کرے اور اس کی پیروی کرے کیونکہ اللہ کے قانون کے آگے جھکنے اور اس کی اطاعت کرنے کا نام ہی اسلام ہے: "وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۔" (85:3) ترجمہ "اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا اس سے وہ دین ہر گز قبول نہ کیا جائے گا۔"

کسی تہذیب کی روشنی دراصل اس کے اصول وعقائد اخلاقی اور سماجی اداروں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہی عناصر وہ "تحریکات" کہلاتے ہیں جو تمدن کا ڈھانچہ متعین کرتے ہیں۔ "تحریک" اس جدوجہد کا نام ہے جو کسی نصب العین کے حصول کے لئے منظم طور پر کی جائے۔[2] مولانا مسعود عالم ندوی 'تحریکِ اسلامی' کی تعریف بتاتے ہوئے کہتے ہیں: "جب ہم اسلامی تحریک کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد ایسی تحریک ودعوت ہے جو دین کے کسی خاص جز پر قناعت کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور پوری انسانی زندگی کو دین کا موضوع اور دائرہ عمل کے اندر داخل سمجھتی ہو۔"[3] چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پوری انسانی تاریخ میں ہمیشہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے ایسی تحریکات موجود رہی ہیں جو ہر فرد کو حق کا سپاہی اور راستے کا سفیر بنانا چاہتی ہیں۔ وہ مسلمانوں کو امت وسط قرار دے کر امت کی تخلیق کا مقصد ہی یہ قرار دیتی ہیں: "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ" (110:3) ترجمہ: "اب دنیا میں بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا اور تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیکی کو قائم کرنا، برائی کو مٹانا اور اللہ وحدہ لاشریک کو اعتقاداً عملاً اپنا اللہ اور رب تسلیم کرنا یہ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی تحریک کی غرض وغایت اس آیت سے بھی واضح ہوتی ہے جس میں ارشاد ہوا: "اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (41:22) ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔" اس کے علاوہ ارشاد خداوندی ہے: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ " (8:5) ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستے پر قائم رہنے والے انصاف کی گواہی دینے والے ہو۔" اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ امت مسلمہ کا کام صرف انصاف کرنا نہیں بلکہ انصاف کا جھنڈا لے کر اٹھنا ہے: "وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ" (39:8) ترجمہ: "ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔" اس سے اسلام میں اسلامی تحریکات کی ایک مجمل تصویر سامنے آتی ہے کہ تحریک اسلامی کے ذریعے عوام کو متحرک اور بیدار کرنا ہوتا ہے کہ وہ دین کو اللہ کے لئے خالص کر لیں۔

اسلامی تحریکیں، ایک تعارف

عصر حاضر کی معروف تحریکوں کو زیر بحث لانے سے پہلے اسلامی تحریکات جو خدمات سرانجام دے رہی ہے اور وہ کس نوعیت کی ہیں، ان کا مختصراً ذکر کیا جائے گا۔ ان کا اصل کام تو مذہبی احیاء اور معاشرتی اصلاح کو دستور حیات بنانا ہے۔ مگر مقاصد کے حصول کے ذرائع یا طریقے الگ الگ ہیں۔ جس کی بناء پر ہم ان کو کچھ گروپوں میں بانٹ سکتے ہیں تاکہ ان کی حکمت عملی اور عصر حاضر کی ضرورتوں کو سمجھنے میں مدد مل سکے اور یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ ان کی کوششیں کس اختتام پر منتج ہوتی ہیں۔

تزکیہ نفس کی تحریکیں

نبی اکرم ﷺ امت مسلمہ فرائض نبوت میں دعوت خیر اور "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" میں نبی کی جانشین بنی۔ اس لیے رسول کریم ﷺ کو کار نبوت کے جو چار فرائض عطا ہوئے:

الف۔ تلاوت۔ ب۔ احکام۔ ج۔ تعلیم کتاب۔ د۔ حکمت وتزکیہ۔

یہ چاروں فرض امت مسلمہ پر بھی بطور کفایہ عائد ہیں:[4] "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (104:3) ترجمہ: "اور تمہارے اندر سے ایک جماعت اس کام پر مقرر ہونی چاہیے کہ جو نیکی کی دعوت دے، معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔" لہٰذا اسی اصول کے تحت رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر کوئی منکر کو دیکھے تو اپنے

دائرہ اختیار میں اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں، آپ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے: "من رای منکم منکراً فلیغرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یسطع فبقلبہ، و ذلك اضعف الایمان"[5] ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اپنے دائرہ کار یا اختیار میں کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے، پھر اگر اس کی ہمت نہ ہو تو زبان سے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو دل سے اسے ناگوار سمجھے اور یہ ایمان کا ادنی ترین درجہ ہے۔" قرآن کریم کی تصریحات، دین کے مسلمات، رسول اکرم ﷺ کی سیرت اور روایت کے الفاظ کی روشنی میں اس کی صحیح تاویل یہ ہے کہ مسلمان اپنے اور دوسرے نفوس کا تزکیہ کرے، قلوب امراض کا علاج کرے اور برائیوں اور بدیوں کے زنگ و میل سے دھو کر اخلاق انسانی کو نکھارا اور سنوارا جائے اور یوں ان تحریکوں میں ظاہری و باطنی فرائض یکساں اہمیت سے ادا ہوتے ہیں۔[6] ماضی میں اس طرح کی تحریکوں کی مثال مندرجہ ذیل ہے:

اصلاح کے نام پر اٹھنے والی جدید تحریکات

ا۔ سلفیت

سلفیت، سلف صالحین کے اتباع کی دعوت دیتی ہے۔ صحیح عقیدہ اور خالص توحید کی طرف رجوع کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ کسی متعین مذہب کی پیروی نہیں کرتی بلکہ قوی دلیل کی پیروکار ہے، شرک اور بدعات کو ختم کرنے کی داعی ہے۔ اس تحریک کے محرک شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ (1115-1206ھ/1703-1791ء) تھے۔ انہوں آل سعود کے ساتھ رشتہ داری اور معاہدے کے ذریعے شرکیات و بدعات کا قلع قمع کیا اور آل سعود کی حکومت کو خوب مستحکم کیا۔ آج بھی سعودی حکومت کے سیاسی امور آل سعود کے پاس ہیں جبکہ دینی امور شیخ کی آل و اولاد کے پاس ہیں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت "الولاء والبراء "یعنی مسلمانوں سے دوستی اور کفار سے بیزاری کا قرآنی عقیدہ خوب واضح کیا گیا ہے۔ لیکن عملی طور پر آل سعود کی تمام کفار سے دوستیاں ہیں۔[7] جس کے نتیجے میں آل شیخ نے بلاد حرمین کی حفاظت کے نام پر امریکی افواج کی تعنیاتی کو سند جواز فراہم کیا جس کی وجہ سے آج کعبۃ اللہ کے قریب مسلح جہازوں سے لیس امریکی بحری بیڑے تعنیات ہیں اور عملاً سارا جزیرۃ العرب امریکی افواج کے قبضے میں ہے۔ اگرچہ سلفی تحریک خالص سیاسی معنی میں جزیرہ عرب تک ہی محدود ہے۔ مگر روحانی طور پر اس کے قومی اثرات عالم اسلام کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اپنی رو میں بہا لے گئے۔ سنوسی تحریک، الاخوان المسلمون اور جماعت اسلامی اس تحریک کی قابل تقلید مثالیں ہیں۔

۲۔ جماعت اہل حدیث

جماعت اہل حدیث برصغیر کے قدیم تحریکات میں سے ہے، یہ جماعت کتاب و سنت اور سلف و صالحین کے طریقے کی طرف دعوت دیتی ہے، شرکیات و بدعات کے مخالف ہے۔ اس تحریک کے محرک شیخ نذیر حسین دہلوی (ت1320ھ)، علامہ شمس الحق عظیم آبادی مولف عون المعبود شرح سنن ابی داوٗد (ت1329ھ)، علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری مؤلف تحفۃ الاحوذ شرح جامع الرمذی (ت1393ھ)، نواب صدیق حسن خان بھوپالی (ت1307ھ)، شیخ محمد داوٗد غزنوی (1895-1965ء)، علامہ شیخ احسان الٰہی ظہیر (ت1987ء) اور علامہ بدیع الدین شاہ راشدی شمار کیے جاتے ہیں۔[8] برصغیر، نیپال، سری لنکا اور جزائر فجی میں اس تحریک کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔ آج کل اہل حدیث کے نام سے سینکڑوں جماعتیں کام کر رہی ہیں، جیسے: لشکر طیبہ حالیہ جماعۃ الدعوۃ۔

۳۔ جماعت انصار السنۃ المحمدیہ

جماعت انصار السنۃ المحمدیہ ایک سلفی جماعت ہے جو مصر میں قائم ہوئی اور پھر دیگر ممالک میں پھیلی، یہ جماعت توحید خالص اور سنت صحیحہ کی طرف دعوت دیتی ہے اور انہیں خلافت کے واپس لوٹنے کے لیے شرط قرار دیتی ہے۔ یہ جماعت تصوف کے سخت خلاف ہے۔ اس جماعت کی بنیاد 1345ھ/1926ء کو قاہرہ میں شیخ محمد حامد الفقی رحمہ اللہ کے ہاتھوں پڑی۔ جماعت جمہوریت کو کافرانہ نظام سمجھتی ہے لیکن حکومتوں کے ساتھ

تصادم کی راہ اختیار کرتی ہے اور نہ ہی سیاسی عمل میں شرکت کرتی ہیں۔[9] مصر میں جماعت کی سو کے قریب شاخیں اور ہزار کے قریب مساجد ہیں، نیز سوڈان، اریٹیریا، لائبیریا، چاڈ، جنوبی افریقہ اور بعض ایشیائی ممالک جیسے تھائی لینڈ اور سری لنکا میں جماعت کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔

۴۔ اخوان المسلمون

معاصر تحریکات میں اخوان المسلمون سب سے بڑی اسلامی تحریک ہے، اخوان المسلمون اسلام کی طرف رجوع اور شریعت کے نفاذ کی دعوت دیتی ہے۔ اخوان، سیکولرازم کے خلاف جدوجہد کرتی آ رہی ہے۔ شیخ حسن البنا رحمہ اللہ (1324-1368ھ/196-1949م) نے اپریل 1928م میں اخوان المسلمون کی بنیاد رکھی۔اخوان نے 1948م میں فلسطین کی جنگ میں شرکت کی اور 1951م میں برطانیہ کے خلاف گوریلا جنگ میں فعال کردار ادا کیا۔ جمال عبدالناصر نے 1954م اخوان کی قیادت کو گرفتار کیا اور چھ رہنماؤں کو پھانسی دی۔ سید قطب رحمہ اللہ جو جماعت کے دوسرے اہم مفکر ہیں، انہوں نے "معالم فی الطریق" اور دوسری کتابوں کے ذریعے عالم اسلام میں موجود کافرانہ نظاموں کو ختم کرنے کے لئے جہادی راستہ تجویز کیا۔ ماضی قریب میں جماعت نے محمد مرسی کی قیادت میں مصر میں حکومت قائم کی۔ لیکن ایک سال بعد ہی فوج نے بغاوت کر دی اور جماعت کی قیادت دوبارہ پابند سلاسل کی گئی۔ یہ جماعت کئی جرائد نکالتی ہے۔ جماعت کا شعار یہ تھا: اللہ ہمارا رب، رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنماء، قرآن ہمارا دستور، جہاد ہمارا راستہ اور شہادت ہماری اعلیٰ آرزو ہے۔ یہ کسی دور میں جماعت کا شعار تھا، اب بہت ساری دیگر تنظیموں کی طرح جماعت کا شعار یہ بن چکا ہے: جمہوریت ہمارا راستہ اور کرسی ہماری اعلیٰ آرزو ہے۔[10] جماعت کا قیام مصر میں عمل میں آیا، 1940م کے آخر تک تین ہزار شعبے تھے۔ یہ جماعت شام، فلسطین، اردن، لبنان، عراق، یمن، سوڈان وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے، دیگر مسلم دنیا میں بھی اس کے پیروکار موجود ہیں۔

۵۔ جماعت اسلامی (برصغیر)

جماعت اسلامی برصغیر کی ایک معاصر اسلامی تحریک ہے، اس کا مقصد اسلامی شریعت کا نفاذ اور سیکولرازم کی راہ مسدود کرنا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی (1321-1399ھ/1903-1979م) نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ جماعت کا شعار یہ ہے: قرآن وسنت کی دعوت لے کر اٹھو اور ساری دنیا پر چھا جاوَ۔ جماعت کے بانی کی رحلت کے بعد میاں طفیل محمد (1941م) نے جماعت کی امارت سنبھالی۔ ان کے قاضی حسین احمد، ان کے بعد سید منور حسن اور اب سراج الحق امیر ہیں۔ سید منور حسن کی قیادت میں جماعت اسلام کے زیادہ قریب تھی جبکہ سراج الحق کی قیادت میں جماعت ایک عام سی جمہوری جماعت نظر آتی ہے۔[11] بانی جماعت نے ابتداء میں جمہوریت کو بڑے شدومد سے کفری نظام قرار دیا اور پھر اپنی پالیسی سے یوٹرن لیتے ہوئے جمہوری سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا جس کی وجہ سے مولانا امین احسن اصلاحی اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسی اہم شخصیات نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ جماعت نظم وضبط کے حوالے سے معروف ہے۔ اسلامی جمیعت طلبہ عصری اداروں میں جبکہ جمیعت طلبہ عربیہ دینی مدارس میں جماعت کی ذیلی شاخیں ہیں۔ جماعت کی سیاست دھرنوں اور مظاہروں سے عبارت ہے۔ جماعت اسلامی پورے برصغیر میں پھیلی ہوئی ہے، سری لنکا اور مغربی ممالک میں بھی جماعت کا وجود ہے۔

٦۔ اتجاہ اسلامی (تونس)

اتجاہ اسلامی ایک اسلامی تحریک ہے جو اخوان المسلمون کی فکر سے متاثر ہے، تحریک کا مقصد سیکولرازم کا راستہ روکنا اور اسلامی اقتصاد کا قیام ہے۔ تحریک تصادم سے بچتے ہوئے اسلامی نظام کے لئے سیاسی راستے سے کوششوں کی حامی ہے۔ ڈاکٹر راشد غنوشی نے 1969م میں اس تحریک کی بنیاد رکھی، وہ ہی اس کے مؤسس ہیں۔ صدر بورقیبہ نے اس ملک سے اسلامی قوانین کا خاتمہ کیا، اوقاف کو ختم کیا، دینی پابندی لگائی اور مغربی تہذیب کو ترویج دی جس کے نتیجہ میں تحریک وجود میں آئی۔ گزشتہ عرب انقلابات میں تونس کی حکومت ختم ہوئی، صدر زین العابدین فرار

ہوئے اور راشد الغنوشی نے اقتدار سنبھالا، لیکن راشد الغنوشی نے شراب پینے پر پابندی لگانے سے انکار کیا اور حجاب کو عورت کا ذاتی معاملہ قرار دیا۔ اسی طرح یہ تحریکِ اسلام سے کافی دور ہو گئی۔[12] حزب النھضہ کا وجود صرف تونس تک محدود ہے۔

۷۔ حزب السلامہ الوطنی (ترکی)/رفاہ اسلامی (نیا نام)

حزب السلامہ الوطنی ایک اسلامی جماعت ہے جو ترکی میں نظام حیات کو دوبارہ اسلامی بنانے کے کوشاں ہے۔ حزب نے اپنے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے سیاسی راستہ اختیار کیا ہے۔ حزب، خلافت عثمانی کے زوال کے بعد ترکی میں سیکولرازم کا راستہ روکنے کے لئے کوشاں ہے، حزب کا نیا نام رفاہ اسلامی ہے۔ ڈاکٹر نجم الدین اربکان نے 1972ء میں حزب السلامۃ کی بنیاد رکھی۔ حزب نے ترکی کو صلیبی اتحاد سے نکالنے اور امریکی اڈے ملک سے ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ 1972ء کے انتخابات میں حزب السلامہ نے 42 سیٹیں جیتیں اور نجم الدین اربکان نائب وزیر اعظم بنے اور 8 وزراء کا تقرر حزب السلامہ کی جانب سے ہوا۔ حزب نے اسلامی نظام حیات کے دوبارہ اعادہ کے لئے کوششیں کیں۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں حاجیوں کی تعداد سالانہ ڈیڑھ لاکھ تک پہنچی، علماء اور خطباء تیار کرنے کے لئے حزب کی جانب سے تین ہزار مدارس کھولے گئے۔ 1980ء میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا اور نجم الدین اربکان اپنے 33 ساتھیوں سمیت فوجی عدالت میں پیش کیے گئے۔ 1985ء میں اربکان جیل سے نکلے اور 1986ء میں انہوں نے "حزب الرفاہ" کے نام سے کام شروع کر دیا۔ 1996ء میں حزب الرفاہ نے انتخابات میں 22 فیصد ووٹ حاصل کیے اور اربکان وزیر اعظم بنے لیکن سیکولر عناصر کو یہ بات پسند نہ آئی اور عدالت نے ان کی تنظیم تحلیل کرنے کا حکم جاری کیا۔ 2003ء میں اسلامی عناصر نے جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ " تحریک عدل وترقی " قائم کی اور رجب طیب اردگان کو سربراہ مقرر کیا، اس وقت سے تاحال (2020ء) رجب طیب اردگان سربراہ حکومت چلے آ رہے ہیں۔ یہ جماعت بہت آہستگی کے ساتھ اسلامی نظام کے لئے کوشاں ہے۔[13]

۸۔ حزب اسلامی کردستانی (بارتیا اسلامیہ کوردستانی باک)

حزب اسلامی کردستانی ایک سیاسی اسلامی جماعت ہے جو کردستانی علاقے اسلامی بنانا چاہتی ہے اور کردوں پر ہونے والے مظالم کے خاتمے اور ان کے حقوق کے لئے کوشاں ہے۔ کردستان کا علاقہ ترکی، ایران، عراق، شام اور سابق سویت یونین میں واقع ہے۔ کردوں کی اکثریت سنّی ہے۔ طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد یہ علاقہ انسانوں کا مرکز رہا، کردوں میں بڑے بڑے فاتحین اور علماء گزرے ہیں جن میں سلطان صلاح الدین ایوبی، امام ابن تیمیہ، حافظ ابنِ حجر اور امام ابن صلاح وغیرہ چند ایک ہیں۔ کردوں نے ترکی، ایران اور عراق میں کافی بغاوتیں کیں، اوجلان (جو کی اب ترکی میں قید ہیں) کی قیادت میں کردوں نے ترکی کے خلاف بہت بڑی مسلح تحریک لائی، اس تحریک کے کئی ٹی وی چینلز مختلف ممالک سے چلتے تھے۔ 11 ستمبر کو امریکہ پر ہونے والے حملوں کے بعد جب "دہشت گردی" کے خلاف امریکہ کی قیادت میں عالمی اتحاد بنا تو یہ مسلح تحریک ختم ہونے کے قریب ہوئی، اب کردوں نے امریکی حمایت سے مسلح فوج بنا کر کردستان کے عراقی علاقوں میں نیم خود مختار ریاست قائم کی ہے، جس کا مرکز اربیل ہے۔[14]

۹۔ اسلامی قومی محاذ (سوڈان)

اسلامی قومی محاذ ایک تجدیدی اسلامی تحریک ہے جو اخوان المسلمون سے نکلی ہے، اس تنظیم نے سوڈان کے دوسرے اسلام پسند عناصر کو اپنے ساتھ ملا کر ایک اسلامی اتحاد تشکیل دیا ہے، اب یہ اخوان المسلمون کی فکر سے کافی دور ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر حسن ترابی (1932م) اس تحریک کے بانی ہیں ،ان کی کئی آراء جمہور امت کے خلاف ہیں۔ اس تحریک نے عسکری انقلاب کی معاونت کی جس کے نتیجے میں صدر عمر بشیر کو اقتدار حاصل ہوا، بعد میں صدر عمر بشیر نے حسن ترابی کو جیل میں ڈال دیا۔ صدر عمر بشیر اسلامی نظام کے لئے کافی مخلص تھے لیکن مغربی دباؤ کے باعث ڈھیر ہو گئے۔ کچھ عرصہ قبل سوڈان دو ٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑے پر صدر عمر بشیر اور دوسرے ٹکڑے پر عیسائیوں کی حکومت ہے۔[15]

۱۰۔ حماس (اسلامی مزاحمتی تحریک فلسطین)

حماس ایک اسلامی جہادی فلسطینی تنظیم ہے، یہ غزہ میں قائم ہوئی، پھر مقبوضہ فلسطین میں پھیلی، یہ بھی اخوان المسلمون کی ایک شاخ ہے۔ شیخ احمد یاسین شہید اس کے ابتدائی موٴسس ہیں، انہوں نے یہ تنظیم 1987ء میں قائم ہوئی۔ ان کی شہادت کے بعد اسرائیل نے پے در پے حماس کی قیادت کو نشانہ بنایا اور اس کے رہنماء کو شہید کیا۔ اب اسماعیل ھنیہ حماس کے سربراہ ہیں۔ حماس فلسطین کو تمام مسلمانوں کے لئے وقف سرزمین سمجھتی ہے اور فلسطین میں یہودیوں کے خلاف جہاد تمام امت مسلمہ پر فرض عین سمجھتی ہے۔ حماس چونکہ اخوان کی شاخ ہے، اس لیے یہ جمہوری سیاست پر بھی یقین رکھتی ہے۔ مسجد ابن تیمیہ جو کہ عالمی سلفی جہادی تحریک کا مرکز تھی اس پر حماس کے عسکری ونگ نے آپریشن کیا، جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں عالمی جہادی تحریک کے ارکان شہید ہوئے۔ اس آپریشن کے نتیجہ میں حماس اور عالمی سلفی جہادی تحریک میں اختلافات زیادہ ہوئے۔ حماس نے ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ کیا اور متعدد اسرائیلیوں کو فوجی آپریشنز میں ہلاک کیا۔[16]

۱۱۔ اسلامی محاذ برائے بچاؤ (جبھۃ الانقاذ) الجزائر

اسلامی محاذ برائے بچاؤ ایک سلفی اسلامی تحریک ہے جو اسلام کی طرف دوبارہ لوٹنے کی داعی ہے اور اسلام کو الجزائر کے مختلف بحرانوں کا واحد حل سمجھتی ہے۔ 132 سالہ فرانسیسی استعماری قبضے کے بعد رونما ہونے والے مغربی اثرات کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ شیخ علی بلحاج (1956م) اور شیخ عباس مدنی (1931م) اس تحریک کے اہم راہنماؤں میں سے ہیں۔ 1991ء کے ملکی انتخابات میں اس تنظیم نے بڑے پیمانے پر کامیابی حاصل کی جس کے بعد فوجی انقلاب کے ذریعے اسلام پسندوں کو اقتدار سے دور رکھا گیا اور بڑے پیمانے پر گرفتاریاں ہوئیں۔

ان مظالم کے نتیجہ میں ملک بھر میں حکومت کے خلاف مسلح تحریک شروع ہوئی۔ یہ تحریک کافی کامیابی سے جاری تھی کہ انٹیلی جنس ایجنسیوں نے تحریک میں اپنے ہرکارے داخل کیے اور معمولی باتوں پر تکفیر اور عامۃ المسلمین کا قتل شروع ہوا، جس کے نتیجے میں یہ تحریک ناکام ہو گئی۔[17]

۱۲۔ حزب التحریر

حزب التحریر ایک اسلامی، سیاسی جماعت ہے جو اسلامی خلافت کے قیام کی داعی ہے۔ اس جماعت کے نزدیک پہلے لوگوں میں فکری انقلاب برپا کیا جائے گا، اس کے بعد خود بخود سیاسی انقلاب برپا ہوگا۔ اس جماعت کی کچھ آراء جمہور امت کے خلاف ہیں۔ شیخ تقی الدین نبہانی فلسطینی (1326-1397ھ/1908-1977م) نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ ان کی وفات کے بعد عبدالقدیم زلوم نے حزب کی سربراہی سنبھالی۔ حزب محض فکری کشمکش سے اسلامی نظام لانا چاہتی ہے حالانکہ یہ دعوات کے امتحانات وابتلاءات کے سلسلے میں سنت اللہ کے خلاف ہے۔ حزب صرف فکری اور سیاسی پہلوؤں کو اہمیت دیتی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اسلامی ریاست کے قیام تک معطل رکھنے کا نظریہ رکھتی ہے۔ حزب عذاب قبر اور دجال کی آمد کا انکار کرتی ہے اور اجنبی عورت کا بوسہ لینا جائز سمجھتی ہے۔[18] ابتداء میں حزب کی سرگرمیاں اردن، شام اور لبنان تک محدود تھیں، بعد میں دیگر اسلامی ملکوں اور آخر میں یورپ اور جرمنی وغیرہ میں پھیلیں، حزب تمام ملکوں کو ولایت سے تعبیر کرتی ہے۔

۱۳۔ جماعت اسلامی (مصر)

جماعت اسلامی مصر جہاد کو اسلامی خلافت کے قیام کا واحد راستہ سمجھتی ہے۔ جماعت اسلامی باقی جہادی تحریکات سے مندرجہ ذیل امور مختلف ہیں:

1. جماعت اسلامی صرف کفری نظام قائم کرنے والے حاکم کو کافر سمجھتی ہے، باقی نظام کے افراد پر یہ حکم لاگو نہیں کرتی۔
2. جماعت اسلامی اسیر کی امارت کو جائز سمجھتی ہے۔
3. جماعت اسلامی شوریٰ کی اکثریتی رائے کو امیر پر لازم سمجھتی ہے چنانچہ ان عقائد کی بناء پر جماعت کے اسیر قائدین کے ذریعے مصری حکومت نے جماعت کے عسکری ونگ کو غیر فعال کیا ان پر یکطرفہ جنگ بندی نافذ کردی۔

جماعت اسلامی مصر کے بانی امیر ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن ہیں جن پر امریکہ میں دو سال قید لاگو کی گئی تھی اور 2017ء میں امریکی جیل میں ان کا انتقال ہوا۔ 6 اکتوبر 1981ء کو فوج میں موجود جماعت کے اراکین نے خالد احمد اسلام بولی کی قیادت میں ایک عسکری پریڈ کے دوران مصری صدر انور سادات کو قتل کیا۔ جماعت اسلامی کے عسکری ونگ نے کئی وزراء اور سیکولر افراد کو موت کے گھاٹ اتارا۔[19]

۱۴۔ تحریک انقلاب اسلامی ایران (1979ء)

انقلابِ اسلامی ایران یا انقلابِ ایران کی اصطلاح 1979ء میں ایران میں آنے والے اسلامی انقلاب کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس انقلاب کی قیادت ایرانی مذہبی رہنما آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ نے کی۔ اس انقلاب کے نتیجہ میں ایران میں محمد رضا شاہ پہلوی کی بادشاہت کا خاتمہ ہوا اور اسلامی جمہوریہ ایران وجود میں آیا۔ جس کے پہلے سپریم لیڈر آیت اللہ خمینی بنے۔ یہ اسلامی انقلاب دنیا بھر میں ایک ایسا نظام ایجاد کرنے کی کوشش میں ہے جس کی بنیاد مذہب پر ہے۔ آیت اللہ العظمیٰ امام روح اللہ موسوی خمینی 20 جمادی الثانی 1320ھ بمطابق 24 ستمبر 1902ء کو تہران سے تین سو کلومیٹر دور خمین میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ نے ایران اور عراق میں دینی علوم کی تکمیل کی۔ 1953ء میں محمد رضا شاہ پہلوی کے حامی جرنیلوں نے قوم پرست وزیراعظم محمد مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ کر" تودہ پارٹی "کے ہزاروں ارکان کو تہ تیغ کر دیا تو ایرانی علماء نے درپردہ شاہ ایران کے خلاف مہم جاری رکھی اور چند سال بعد آیت اللہ خمینی ایرانی سیاست کے افق پر ایک عظیم رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ آپ کے خاندان نے کشمیر سے ایران ہجرت کی اور خاندان کی نسبت سید علی ہمدانی سے ملتی ہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ عموماً فلسفی حضرات کی زندگی سوائے ان کی سوانح حیات لکھنے والوں کے علاوہ کسی کے لئے اتنی دلچسپ نہیں ہوتی بلکہ جو چیز لوگوں کے لئے ان کی زندگی کے بعد یادگار کے طور پر رہ جاتی ہے وہ ان کی تالیفات ہوتی ہیں۔ مگر امام خمینی رحمتہ اللہ جنہیں بعد میں ایران کے لوگوں نے مختصر طور پر امام کے پرکشش نام سے نوازا ہے، اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی شخصیت اور زندگی تاریخ اسلام اور تشیع کے اہم ترین موڑ یعنی انقلاب کی

آئینہ دار ہے جو پندرہویں صدی ہجری کے شروع سالوں میں استبداد گری کے سرد اور تاریک ماحول سے نکل کر اسلامی حکومت کے وسیع اور روشن ماحول کی صورت میں وجود میں آیا۔[20] آیت اللہ خمینی المعروف امام خمینی دنیا کو اسلامی نظریہ حیات کو اپنانے کی تاکید کرتے تھے اور اسے صرف جہان اسلام کے لئے مخصوص خیال نہیں کرتے تھے۔ آپ نے مغربی طور طریقوں اور مغربی طرز زندگی کی نفی کی اور اس فکر کو انسان کی نجات کے لئے ناکافی جانا۔ اسی دوران مسلمانوں میں سے بہت سے مفکرین کے نزدیک اس طرح کے نظریات کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ گذشتہ پانچ یا چھ صدیوں میں امام خمینی رحمہ اللہ وہ واحد رہبر ہیں جنہوں نے نہ صرف انقلاب کے متعلق نظریاتی تھیوری بیان کی اور اس کو عملی جامعہ بھی پہنایا۔ بلکہ تاریخ میں ایسے کم ہی لوگ ملتے ہیں جو یہ بھی لکھیں کہ کیسے اور کیونکر انقلاب لایا جائے اور پھر خود میدان عمل میں شامل ہو کر اپنی کہی باتوں کو سچ کر دکھائیں۔

حقیقت میں نظر و عمل کا جوڑ اسلامی انقلاب کو لانے میں امام خمینیؒ کی کامیابی کے اہم دلائل ہیں۔ مطلوبہ معاشرے میں تحریک پیدا کرنے کے لئے دین سے رہنمائی حاصل کرنا امام خمینیؒ اور اسلامی انقلاب کے اسلامی بیداری کی تحریکوں پر اہم ترین اثرات ہیں جبکہ اس سے قبل یہ تحریکیں لبرالیزم اور کمیونزم کے غبار سے آلودہ تھی۔ بہت ہی کم لوگ ایسے تھے جو انقلاب لانے کے لئے دین پر یقین رکھتے تھے۔ امام خمینیؒ کی رہنمائی نے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی اور ان پر یہ واضح ہو گیا کہ اصل قدرت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کی مدد اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کر کے انسان اپنے دنیاوی حقوق کو بھی حاصل کر سکتا ہے۔ امام خمینیؒ نے تمام جہان اسلام اور کمزور اقوام پر یہ واضح کر دیا کہ مشروعیت، مقبولیت، سادہ زندگی، انسانوں کی نجات، ثقافتوں کی نجات اور نظر و عمل کی ترکیب سازی صرف اور صرف دین الٰہی کے راستے پر چلنے سے ہی ممکن ہے۔ وہ دین جو تمام جہان کے لئے جامعہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام خمینیؒ اور ایران کے اسلامی انقلاب نے بڑے اچھے انداز میں رہتی دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ نجات کا واحد راستہ اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ممکن ہے اور یہ وہ راز ہے جو مسلکی لحاظ سے گمراہ اور تھکی ہوئی دنیا کو بیدار کرنے کے لئے کافی ہے۔[21] انقلاب اسلامی ایران کی دیگر اہم شخصیات میں مرتضیٰ مطہری، محمد حسین بہشتی، ہاشمی رفسنجانی، حسن لاہوتی اشکوری، امام خمینیؒ کے فرزند احمد خمینی، صادق قطب زادے، ابوالحسن بنی صدر اور صادق طباطبائی اور موجودہ سپریم لیڈر سید علی خامنہ قابل ذکر ہیں۔

ویسے باقاعدہ طور پر اس کا وجود اسلامی جمہوریہ ایران میں ہی پایا جاتا تھا، مگر فکری طور پر اس کا اثر ورسوخ عراق، پاکستان، شام، فلسطین، اردن، لبنان سمیت امریکہ، یورپ، عرب ممالک اور جنوب مشرق ایشیائی ممالک میں بھی موجود ہے۔

۱۴۔ حزب اللہ (1985ء)

لبنان میں "حزب اللہ" شیعہ مسلمانوں کی ایک انتہائی طاقتور سیاسی اور فوجی تنظیم خیال کی جاتی ہے۔ ایران کی پشت پناہی سے انیس سو اسی میں تشکیل پانے والی اس جماعت نے لبنان سے اسرائیلی فوجی دستوں کے انخلاء کے لیے جدوجہد کی۔ عباس موسوی حزب اللہ کے بانیوں میں سے تھے۔ 1992ء میں اسرائیلیوں کے ہاتھوں حزب اللہ کے رہنما عباس موسوی کی شہادت کے بعد سید حسن نصر اللہ کو تنظیم کا نیا لیڈر منتخب کر لیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر بتیس برس تھی۔ نعیم قاسم اس تحریک کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ہیں۔ اس تنظیم کو مئی 2000ء میں اپنے اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ لبنان پر اسرائیلی قبضے کے بعد علما کے ایک چھوٹے سے گروہ سے ابھرنے والی اس تنظیم کے اوائلی مقاصد میں اسرائیل کے خلاف مزاحمت اور لبنان سے غیر ملکی فوجوں کا انخلاء تھا۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لبنان کی کثیر المذہبی ریاست کی جگہ ایرانی طرز کی اسلامی ریاست بنائی جائے مگر بعد میں اسے یہ خیال ترک کرنا پڑا۔ ایران کی طرف سے حزب اللہ کو ایک طویل عرصے تک مالی اور عسکری مدد فراہم کی جاتی رہی ہے۔ لبنان میں شیعہ اکثریت میں ہیں اور یہ تحریک لبنان میں بسنے والے شیعہ فرقے کی نمائندگی کرتی ہے۔ لبنان سے اسرائیلی فوجی دستوں کے انخلاء سے اس تنظیم نے عام لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالی۔ اب لبنان کی پارلیمان میں اس جماعت کے امیدواروں کو واضح اکثریت حاصل ہے۔

اس کے ساتھ ہی سماجی، معاشرتی اور طبّی خدمات کے حوالے سے اس تنظیم نے لوگوں میں مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ جماعت کا اپنا ٹی وی سٹیشن "المینار" کے نام سے قائم ہے۔[22]

۱۵۔ القاعدہ

اسامہ بن لادن کی القائدہ تنظیم کی سرگرمیاں دنیا کے تقریباً پانچ براعظموں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ امریکی جریدے دی ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق القائدہ نیٹ ورک کی عالمی پیمانے پر سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا پہلی بار اس وقت پتہ چلا جب اٹلی کی پولیس نے ٹیلیفون پر ہونے والی ایک مشکوک گفتگو ٹیپ کی جس میں مخاطب کہہ رہا تھا: "تم جانتے ہو کہ القائدہ الجزائر سے فلپائن تک ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونے میں موجود ہے۔"[23] اس فون کے بعد اس شخص کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ تیونس کا باشندہ سمیع بن خماس نکلا۔ امریکہ میں اس ضمن میں ایک ہزار ایک سو اکتالیس لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے دس لوگ ایسے تھے جن کو 11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون پر حملے کرنے والے، ہوائی جہازوں کو ہائی جیک کرنے والوں کے متعلق معلومات حاصل تھیں۔

سوویت یونین کے خلاف جنگ جیتنے کے لئے سی آئی اے اور آئی ایس آئی نے دنیا بھر سے مجاہدین بھرتی کیے جنہیں پاکستان لا کر سرحد کے قریب کسی کیمپ میں تربیت دی اور جہاد میں حصہ لینے بھیج دیا جاتا۔ 1982ء سے 1992ء تک مشرقی وسطی شمالی اور مشرقی افریقہ، وسطی ایشیاء اور مشرق بعید کے 43 ممالک سے 35000 سے زیادہ مسلم انتہا پسند افغان مجاہدین سے آملے اور سیکڑوں نے مدرسوں میں داخلہ لے لیا۔ بالآخر ایک لاکھ سے زائد مسلمان انتہا پسندوں کا پاکستان اور افغانستان سے براہ راست رابطہ قائم ہو گیا۔ ان نوجوانوں میں ایک نوجوان سعودی طالب علم اسامہ بن لادن بھی تھا، وہ تعمیرات کے کام کرنے والے ایک ارب پتی محمد بن لادن کا بیٹا تھا۔ اس کا والد شاہ فیصل کے قریبی دوستوں میں سے تھے، ان کی کمپنی مکہ معظّمہ میں اور مدینہ منورہ میں توسیع و آرائش کے ٹھیکوں میں بڑی دولت کمائی۔

اسامہ 1957ء میں پیدا ہوا۔ اپنے یمنی باپ کی 57 اولادوں میں سے سترواں نمبر تھا، ان کی ماں سعودی تھی اور باپ نے کئی شادیاں کر رکھی تھیں۔ اسامہ نے شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں بزنس اینڈ ایڈمنسٹریشن میں ماسٹر ڈگری کے لئے داخلہ لیا، لیکن جلد ہی اسلامک سٹڈیز کی طرف منتقل ہو گئے۔ ان کے والد نے افغان جہاد کی حمایت کی اور مالی امداد بھی کی۔ 1980ء میں افغان جنگ میں پہلے پشاور آئے اور مجاہدین کے لیڈروں سے ملے۔ وہ اکثر سعودی عرب جاتے اور عطیات لاتے رہے۔ 1982ء میں انہوں نے پشاور ہی میں بس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنی کمپنی کے انجینئروں اور بھاری مشینوں مع ساز و سامان مجاہدین افغانستان کے لئے سڑکیں اور ڈپو تعمیر کرنے لگے۔ پہاڑوں میں تربیتی مراکز اور خوست کاٹنل کمپلیکس تعمیر کرنے میں مدد کی۔ 1990ء میں مجاہدین کے اختلافات سے بددل ہو کر دوبارہ سعودی عرب چلے گئے۔ 1992ء میں کویت کی جنگ کے بعد جب 20 ہزار امریکی سعودی عرب میں مقیم رہے تو اسامہ بن لادن کی تنقید بڑھ گئی۔ امسال شہزادہ نائب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے شہزادہ کو اسلام کا غدار کہا جس کی شہزادہ نے شاہ فیصل سے شکایت کی۔ جس پر اسامہ سوڈان چلے گئے، جہاں سوڈانی لیڈر حسن ترابی کی قیادت میں اسلامی انقلاب کی تیاری ہو رہی تھی۔ 1994 میں شاہی خاندان پر مسلسل تنقید اور اختلافات کی بدولت اسامہ سے سعودی شہریت چھین لی گئی۔

سوڈان میں اپنی دولت اور رابطوں کی بناء پر وہ افغان جنگ کے ساتھیوں کو اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ امریکہ اور سعودی عرب نے سوڈان پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ بن لادن کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دے دیں۔ مئی 1996ء میں اسامہ بن لادن اپنے درجنوں مجاہدین اور خاندان کے ساتھ واپس افغانستان آ گئے۔ امسال ہی انہوں نے امریکیوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ 23 فروری 1998ء کو خوست کیمپ میں القائدہ سے وابستہ عام گروپوں نے بین الاقوامی اسلامی فرنٹ کی جانب سے ایک منشور جاری کیا۔24 ویسے باقاعدہ طور پر اس کا وجود افغانستان، سوڈان اور چند

ایک افریقی ملک میں ہی پایا جاتا تھا، مگر خفیہ طور پر اس کا اثر ورسوخ امریکہ، یورپ، عرب ممالک اور جنوب مشرق ایشیائی ممالک میں بھی موجود رہا ہے۔

نظام خلافت/شریعت کے نفاذ کے لئے دیگر تحریکیں

1. **شبیبہ تحریک (1963ء):** مراکش میں شیخ عبدالکریم کی قیادت میں بادشاہ حسن ثانی کے خلاف اٹھنے والی تحریک۔
2. **تنظیم الجہاد (1965ء):** سید قطب شہید کے ساتھ جمال عبدالناصر کے خلاف جہادی کوشش۔
3. **جہادی تحریک (1965ء):** شام میں بعثی حکومت کے خلاف شیخ مروان حدید رحمہ اللہ کی جہادی تحریک۔
4. **افغان مجاہدین:** سویت یونین قبضے سے قبل اشتراکی نظام کے خلاف جہاد۔
5. **طلیعہ تنظیم (EKINGILAR):** ترکی میں داخلی جنگ کے دوران طلیعہ تنظیم کا تجربہ (1972ء)۔
6. **اسلامی ریاست تحریک (1973ء):** الجزائر میں شیخ مصطفیٰ بویعلی شہید کی اسلامی ریاست تحریک۔
7. **جہادی تحریک (1975-1982ء):** شیخ مروان حدید کے شاگردوں کی قیادت میں شامی حکومت کے خلاف جہادی تحریک۔
8. **تنظیم الجہاد (1981-1997ء):** تنظیم الجہاد اور جماعت اسلامی مصر کی انور سادات اور حسنی مبارک کے خلاف جہادی تحریک۔
9. **لیبیا جہادی تحریک (1986ء):** قذافی حکومت کے خلاف لیبیا میں جہادی تحریک۔
10. **اتجاہ اسلامی تونس (1986ء):** اتجاہ اسلامی تونس کی فوجی انقلاب کے لئے محدود کاوش۔
11. **تاجکستان (1992ء)** میں اشتراکی حکومت کے خلاف جہادی کوشش۔
12. **سعودی عرب (1964ء)** میں محدود جہادی کاوش۔
13. **لیبیا میں (1994-1996ء)** میں جہادی کاوشیں اور جماعت مقاتلہ کا تجربہ۔
14. **تحریک نفاذ شریعتِ محمدی (1996ء):** تحریک نفاذ شریعت محمدی صوبہ سرحد/KPK پاکستان۔
15. **مغرب اقصیٰ (1996ء)** میں جہادی جماعتیں بنانے کی کوششیں۔
16. **تحریک اسلامی ازبکستان (1998ء):** ازبکستان میں کریموف کے خلاف جہادی کوششیں۔
17. **عدن ابین (1999ء):** یمن جیش میں عدن ابین کی جہادی کاوش۔
18. **لبنان (2000ء)** کے پہاڑی علاقے میں جہادی کوشش۔
19. **تحریک طالبان پاکستان (2007-2017ء)۔**

موجودہ اسلامی سیاسی تحریکیں

ہر زمانے کا ایک مزاج ہوتا ہے اور جب تک اصلاح و تجدید کا کام قوم وملت کے مزاج کے مطابق نہ ہو گا وہ کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ اس وقت ملت اسلامیہ کے اصلاح و تجدید کے گروپوں میں سب سے زیادہ مقبول طریقہ جمہوری نظام میں شامل ہو کر اپنی بات منوانے کا ہے۔ کیونکہ جدید دنیا میں جمہوری ادارے ہی قوت کا اصل سرچشمہ ہیں۔ سیاسی تحریکیں فی زمانہ ہر ملک میں موجود ہیں اور حکومت وقت میں شامل ہو کر یا حکومت سے باہر رہ کر اسلامی احیاء کی کوششیں کر رہی ہیں، جس کی مثال: الجزائر کی اسلامک سلویشن فرنٹ، بنگلہ دیش اور پاکستان میں جماعت اسلامی وغیرہ ہیں۔

ا۔ ترکی میں سیکولر جمہوریت اور اسلامی سیاسی جمہوریت

اتاترک نے اسلامی اصلاحات کا آغاز ترکی کو ایک جمہوریہ قرار دے کر کیا۔ اس ضمن میں انہوں نے خلافت کا نظام ہی ختم کر دیا اور ترکی جمہوریہ کے آئین سے اسلامی ریاست کی دفعہ نکال کر ملک کو سیکولر یا لادین جمہوریہ قرار دے دیا۔ قوم کو مغرب میں ضم کر دینے کے لئے مسلسل اصلاحات نافذ کیں۔ خانقاہوں کو بند کر دیا گیا اور مغرب کے دیوانی اور فوجداری قوانین پر مشتمل ضابطے بنائے گئے۔ تعداد ازدواج کو ختم کر دیا گیا اور پردے کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ مسلمانوں کی فتوحات اور مساجد کو عجائب گھر بنا دیا، شادی اور طلاق کے قوانین تبدیل کر دیے گئے۔ ہیٹ کو لازمی ،برقع ممنوع،اسلامی کیلنڈر کی جگہ یورپی کیلنڈر، عربی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط رائج کیا گیا۔ اس لادینیت کے خلاف جو اتحاد بنے ان میں "ملت پارتی" پہلے قدم پر تھی، جس نے باقاعدہ منشور تیار کیا اور اپنے اخبار "ملت" میں لادینی نظام کے خاتمے کی باتیں کیں۔ جس سے حکومت چونک اٹھی اور اس دوران میں نئی جماعت کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور روزنامچہ بند کر دیا گیا۔ اسلامی پارٹی نے اپنا اجلاس منعقد کیا، جس کا نام "ڈیموکریٹک پارٹی" تھا۔[25]

۲۔ڈیموکریٹک پارٹی

1946ء میں جلال بایار نے اس پارٹی کی بنیاد رکھی اور یہ جلد عوام میں مقبول ہو گئی۔ یہ پارٹی حکومت کی غلط پالیسیوں پر تنقید اور نکتہ چینی کرنے لگی۔ چونکہ اس سے پہلے تمام سیاسی پارٹیوں پر پابندی تھی لہٰذا یہ جلد ہر دل عزیز ہوں گی۔ جلال بایار کے مقاصد یہ تھے کہ عہد کمالیت میں دینیت اور لامذہبیت کا دور شروع ہوا تھا، اس کا سدّباب کیا جائے اور لوگوں کو اسلام کے راستے پر گامزن کیا جائے تاکہ بیرونی دنیا جان لے کہ ترک مغربی تہذیب کے سیلاب میں بہہ کر اسلام کو بالکل ہی ترک کر چکے ہیں۔

1950ء میں جب قومی انتخابات ہوئے تو نوزائیدہ ڈیموکریٹک پارٹی معجزانہ طور پر بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے دس سالہ دور حکومت میں اگرچہ صدارت کے عہدے پر جلال بایار فائز رہے لیکن اس دور حکومت کے اصل روح رواں وزیراعظم عدنان مندریس تھے۔[26]

دیگر تحریکیں/جماعتیں

- **اسلامک سلویشن فرنٹ** (الجبہۃ الاسلامیۃ للانقاذ) : یہ الجزائر کی ایک سخت ترین عقیدے کی سلفی مذہبی وسیاسی تحریک ہے۔
- **عرب قومیت:** یہ ایک متعصب فکری، سیاسی تحریک ہے جو عربوں کی تعظیم کی داعی ہے۔
- **حزب الوفد مصر:** یہ ایک عوامی سیاسی جماعت ہے، جس کا کوئی واضح متعین دینی نقطہ نظر نہیں ہے۔
- **آزادی نسواں تحریک:** یہ تحریک ایک سیکولر تحریک ہے جو مصر میں قائم ہوئی اور پورے عالم اسلام میں پھیلی۔
- **کردستانی جمہوری پارٹی:** یہ ایک نسلی، سیکولر اور اشتراکی پارٹی ہے، جس کا مقصد ایرانی، عراقی اور ترکی کردستان میں ایک متحدہ کردی حکومت کا قیام ہے۔
- **شامی قومی پارٹی:** یہ تحریک/جماعت شامی قومیت اور دین کو ریاست سے جدا کرنے کی داعی ہے۔
- **بانتشاسیلا:** یہ تحریک انڈونیشیا میں اسلامی عقیدہ کی بجائے مخصوص پانچ اصولوں کے تحت نظام حکومت چلانے کے لئے معرض وجود میں آئی۔
- **بعثی اشتراکی پارٹی:** یہ ایک قوم پرست اور سیکولر پارٹی ہے جو تمام عرب واسلامی اقدار کو اشتراکیت کا لبادہ اوڑھنا چاہتی ہے۔
- **ناصریہ:** یہ ایک عرب قوم پرست تحریک ہے جو سابق مصری صدر جمال عبدالناصر کے دور حکومت میں قائم ہوئی۔
- **تحریک جہاد اسلامی در فلسطین:** ایک فلسطینی اسلام پسند تنظیم ہے جس کا قیام سنہ 1981ء میں ہوا، اس تنظیم کے پیش نظر یہ مقصد ہے کہ ریاست اسرائیل ختم کرکے ایک آزاد وخود مختار فلسطینی اسلامی ریاست قائم کی جائے۔

- **جماعت اسلامی:** جماعت اسلامی نصف صدی سے زائد عرصہ سے پاکستان اور بنگلہ دیش سمیت دنیا بھر کی عالمی اسلامی تحریکوں میں شمار کی جاتی ہے۔[27]

مسلمان اور جدید تحدیات

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔" (41:30)

ترجمہ: "خشکی وتری میں فساد ہو گیا ہے۔ لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آ جائیں۔"

اسلام اللہ کی ہدایت کا نام ہے۔ بلاشبہ مسلمان وہ ہے جو اسلام قبول کرے۔ اپنی زندگی اللہ کی بندگی میں دے اور اسے ان مقاصد کے لئے وقف کرے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انسانی زندگی کے لئے مقرر کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اسلام کے طابع ہیں، اسلام مسلمانوں کے طابع نہیں۔ اسلام کوئی نسلی مذہب نہیں ہے اور نہ ہی اس پر مسلمانوں کی اجارہ داری ہے۔ فقہاء نے کبھی اس کو دارالسلام، و دارالامن اور دارالکفر کی جو اصلاحات وضع کی تھیں وہ آج نئی حکمت عملی کی متقاضی ہیں۔ اسلام کا پیغام ایمان وامن ہے، جو سارے معاملات کی بنیاد ہے۔ اس وقت مسلم امہ کی یہ صورتحال ہے کہ مختلف وجوہ سے مغربی اقوام کے ہاتھوں سیاسی شکست نے اس کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے۔

اسلام کی اکائی جغرافیائی نہیں ہے۔ لہٰذا احیائے اسلام ایک عالم گیر لہر ہے، جو ایک فطری تہذیبی عمل ہے، جسے فکری اور تاریخی پس منظر میں ہی سمجھا جانا چاہیے۔ آج احیائے اسلام محض چند مخصوص معاصرانہ چیلنجوں پر مسلمانوں کے ردعمل دونوں کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ سب سے پہلے ہمیں دو پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے: ایک داخلی پہلو اور دوسرے خارجی۔

تاریخی پس منظر

بہت زیادہ گہرائی میں جانے کی بجائے احیائے اسلام کی حالیہ تاریخ کو دو مراحل میں بانٹا جا سکتا ہے۔

۱۔ نوآبادیاتی   ۲۔ بعد از نوآبادتی

نوآبادیاتی دور

جب ہمارا مغرب سے آمنا سامنا ہوا تو ہم عالمی منظر سے پسپا ہو جانے کی وجہ سے برابر کے مقابلے پر نہیں تھے۔ 19 ویں صدی کے اختتام تک تقریباً کل مسلم دنیا سوائے چار غیر اہم مسلم ممالک کے نوآبادیاتی حکمرانوں کے زیر نگیں آ گئی تھی۔ اس دور میں شکست خوردہ مسلمانوں کے لئے اسلام ہی محور تھا جس کے گرد جمع ہو کر مسلم ممالک پر حملوں، مغرب کی مداخلت اور نوآبادیات کے خلاف مزاحمت کی گئی۔ یہ اسلام ہی کا دیا ہوا سیاسی آزادی، قومی شناخت اور عزت و وقار کا احساس تھا، جس کی وجہ سے سامراجی حکمرانوں کے خلاف مسلسل مزاحمت جاری رکھی جا سکی۔[28]

بعد از نوآبادیاتی دور

بعد از نوآبادیاتی دور میں نوآبادیت کے ورثے اور معاشرے کی تشکیل نو کے چیلنج کا مقابلہ کرنے والی بڑی قوتوں میں اسلام بھی تھا۔ ایک ایک کر کے مسلمان ممالک کو سامراجیت سے نجات ملی لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ آزادی مسلمانوں کی کاوشوں کا نتیجہ تھی یا کچھ اور عوامل کارفرما تھے۔ البتہ امت مسلمہ بدترین زوال کی کیفیت سے نکل آئی اور جدوجہد آزادی کے ساتھ ہی جگہ جگہ غلبہ اسلام کی تحریکیں بھی ابھر آئیں، جو اسلامی احیاء کے ساتھ نوآبادیت کے ورثے اور معاشرے کی تشکیل نو کا چیلنج بھی ساتھ لائیں۔ اس کی وجہ مسلمانوں میں پیدا ہونے والی یہ تحریکیں تھیں۔

ماضی قریب کے واقعات میں ایک واقعہ وسطی ایشیا کا بھی ہے جہاں اشتراکیت کا زوال امت مسلمہ کی کوششوں کا نتیجہ نہ تھا۔ ورنہ آج بھی اگر اشتراکیت سرد جنگ سے شکست نہ کھاتی تو مسلمانوں کی حالت زار قابل بیان ہوتی۔ آج مسلم امہ بدترین زوال کے مرحلے سے تو نکل آئی ہے، دور محکومی کی مایوسی بہت زیادہ تھی جس میں سوچ کا عمومی رخ مغربی تہذیب میں جذب ہونے کی طرف تھا۔ ترکی نے اس کا ثبوت بھی دے دیا، لیکن آزادی کے بعد صورتحال قومی اور ملی تشخص کی بحالی کی صورت کو اختیار کرنے کی بجائے مغربی غلبہَ اسلام کے لئے کوششیں نہ ہوئی ہوں۔ پاکستان، افغانستان، ترکی، شام، لیبیا، فلسطین، الجزائر، سوڈان، ملائیشیا، انڈونیشیا اور کشمیر تمام علاقے اسلامی تحریکوں کے نام سے پہچانے جانے لگے۔

نیا عالمی نظام

نئے عالمی نظام "نیو ورلڈ آرڈر" کی حسین تصویر کے پیچھے اس کے اصل خدوخال بھی کوئی ڈھکے چھپے نہیں۔

- دنیا کے تمام ممالک کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امریکہ دنیا کی واحد عالمی طاقت ہے، امریکہ کا یہ ہدف ہوگا کہ وہ اپنے اس مقام کو برقرار رکھ سکے۔
- اب کسی ملک کو خصوصاً کسی مسلمان ملک کو یہ موقع نہیں ملنا چاہیے کہ وہ بالاتر سیاسی قوت کی حیثیت سے ابھرے۔
- پوری دنیا میں احیائے اسلام کی تحریکوں کی مخالفت کی جائے گی۔

بظاہر وقت کا دھارا جس رخ بہہ رہا ہے، اسے دیکھ کر یہ کہنے میں کوئی تعجب نہیں کہ آنے والی اکیسویں صدی کا نام امریکی صدی رکھا جا رہا ہے۔ اس وقت کرہ ارضی پر ایک ایک ہمہ پہلو کش مکش برپا ہے۔ جہاں اسلام کو اپنی بقاء کے لئے اندرونی مخالف قوتوں کا سامنا ہے، وہاں آج کے استعمار جو محض سفید فام اقوام یا عیسائیت و یہودیت کے پیروکاروں سے ہی نہیں بلکہ اس میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور متعدد ایشیائی، افریقی اقوام اور ان کے مغرب زدہ طبقے کی مخالفت کا بھی سامنا ہے۔[29]

مسلمان پہلا نشانہ کیوں۔۔؟

امریکیوں کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اسلام اور دوسری طرف کنفیوشس سولائزیشن دونوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ چین جو مادی قوت کے طور پر ابھر رہا ہے، دوسری طرف اسلام نظریاتی قوت سے مالا مال ہے اور تیل کی بے پناہ دولت بھی موجود ہے، ان کا اگر کسی نقطہ پر اتحاد ہو جاتا ہے تو پھر امریکہ اور اس کے اتحادی خصوصاً اسرائیل کے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ مستقبل میں وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔[30]

تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ آنے کے بعد امریکہ میں انتظامی عہدوں پر قابض یہودیوں نے ایک ایسی فضا قائم کر دی، جس کے تحت وہ اسلام اور مسلمانوں کو فوری خطرہ قرار دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف اپنے اہداف آج سے بہت پہلے مقرر کر چکے ہیں۔ چونکہ بنیادی ہدف عالم اسلام کو قرار دیا گیا ہے، مسلمانوں میں بھی نماز، روزہ اور دیگر عبادات سے ان کو کوئی خطرہ نہیں ان کو کوئی اپنا دشمن نظر آتا ہے تو وہ جہاد کی تحریکیں ہیں یا وہ اسلامی تحریکیں جو حکومت سے برسرپیکار ہیں۔

نائن الیون کا منصوبہ

نائن الیون کے بارے میں شکوک شبہات، چبھتے سوالات، ٹھوس سائنسی حقائق اور اصولوں پر اشکالات بھی یہ ثابت کر رہے ہیں کہ نائن الیون کے پیچھے دراصل امریکہ اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں کا ہی کردار تھا۔ دونوں ممالک کی قیادت ہی اس کی بنی فیسٹری ہے یعنی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے اور اپنے کے حصول کے لئے اسے استعمال کر رہی ہے۔

اس نقطہ ہائے نظر کو سازشی نظریے کی حیثیت اور پراپیگنڈے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اہل علم وفکر کی ساری سرگوشیوں پر امریکہ کی انتظامیہ اور میڈیا کا وژن بری طرح سے چھایا رہا ہے۔ مگر دسمبر 2007ء میں ایک بیان ایسا آیا جس نے یورپ کے حلقوں میں ہلچل مچا دی۔ اس کے باوجود کہ امریکہ میں اسے بالکل ہی دبا دیا گیا اور مسلم دنیا میں اسے اہمیت نہیں ملی حالانکہ اس بیان سے عالمی سطح پر ایک نئی بیداری کی ضرورت سامنے آئی۔

مسلمانوں کی سیاسی کمزوری اور آمریت کا سامنا

اسلام دین وسیاست میں کسی تفریق کا روادار نہیں وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے قانون کے تابع کرنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے سیاست کو بھی اسلامی اصولوں پر مرتب کرتا ہے اور ریاست کو اسلام کے قیام اور اس کے استحکام کے لئے استعمال کرتا ہے۔

"وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔" (80:17)

ترجمہ: "اور کہہ (اے نبی دعا کرو) اے میرے رب مجھے خوبی کے ساتھ پہنچا دے اور مجھے خوبی کے ساتھ نکال لے اور میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ دے جس کے ساتھ نصرت ہو۔"

یہ آیت مبارکہ ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوئی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اے اللہ یا تو مجھے خود اقتدار دے یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنادے تاکہ اس طاقت سے میں دنیا کے بگاڑ کو درست کرسکوں، برائیوں کے سیلاب کو روک سکوں۔ اس کی عملی تعبیر کے لئے اسلام نے مسلمانوں کو اقتدار میں رہنے اور اقتدار کا محاسبہ کرنے کی پوری آزادی دی ہے۔[31]

موجودہ حالات میں اسلامی ممالک میں اسلامی نظام کے قائم ہونے میں جو چیز حائل ہے، وہ سیاسی نظام میں آمرانہ طرزِ عمل ہے۔ فردِ واحد کی حکومت کرپشن اور بدعنوانی کمزور سیاسی جماعتیں اور ان کا غیر جمہوری طرز عمل روپے پیسے کی سیاست اور اخلاقیات سے عاری سیاست سمیت موروثی سیاست کا مضبوط تصور موجود ہے۔ اسلامی تحریکوں کے اندر مضبوطی اور معاشرے میں اس کا نتیجہ خیز کردار نظر نہ آنے کی وجہ یہ غیر سیاسی حکومتیں و قبائلی طرز سیاست اور آمرانہ سیاست ہے۔

اسلامی سیاسی نظام سیکولر نہیں ہو سکتا

جدید دور کے حوالے سے اسلامی تحریکوں کا ایک بنیادی موقف یہ ہے کہ بیسویں صدی میں اسلامی سیاسی نظام کے بغیر اسلام پر مکمل عمل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اسلامی احیاء کا خصوصاً اس کے شدت پسند عناصر کا ایک اہم نصب العین سیاسی حکومت کا قیام ہے۔ عرب دنیا کی موجودہ حکومتوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو اسلامی احیاء نے ایسا نظریاتی موقف اختیار کیا ہے جو موجودہ معاشی، سیاسی اور سماجی حالت کو تسلیم نہیں کرتا اور اسی لیے اسلامی احیاتی تحریک کو ریاست مخالف نظریہ قرار دیا جاتا ہے۔

"اس حقیقت نے کہ معاصر ریاست سیکولرازم کی دعویدار ہے۔ سیاسی احتجاج کی بعض قوتوں کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اسلام کو اپنے ہتھیار کے طور پر استعمال کریں کیونکہ ریاست اسلام کی دعویدار نہیں ہے۔ اس لیے وہ ماضی کی ریاستوں کی طرح مخالفوں کو کافر قرار نہیں دے سکتی۔ اسلامی سیاسی تحریکوں نے اب بالکل الٹ صورتحال پیدا کردی ہے اور اب وہ اصل اور حقیقی اسلام کی دعوے دار ہیں اور ریاست کو اپنے اسلام کا جواز ثابت کرنے کی مشکل ہے۔[32]

مغربی تہذیب وثقافت کا خطرہ

تہذیب کس چیز کو کہتے ہیں؟ لوگ سمجھتے ہیں کسی قوم کی تہذیب اس کے علوم وآداب، فنون لطیفہ، صنائع وبدائع، اطوار معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست کو کہتے ہیں، حقیقت میں یہ نفس تہذیب نہیں ہیں۔

بلکہ مذکورہ بالا عناصر تہذیب کے نتائج و مظاہر ہیں، تہذیب کی اصل نہیں ہیں، شجر تہذیب کے برگ و بار ہیں۔ کسی تہذیب کی قدر و قیمت ان ظاہری صورتوں اور نمائشی ملبوسات کی بنیاد پر متعین نہیں کی جاسکتی بلکہ سب کو چھوڑ کر ہمیں اس کی روح تک پہنچنا چاہیے اور اس کے اساس کا تجسّس کرنا چاہیے۔

تہذیب جس چیز کا نام ہے اس کی تکوین حسب ذیل پانچ عناصر سے ہوتی ہے:

- دینوی زندگی کا تصور
- زندگی کا نصب العین
- اسلامی عقائد و فکر
- تربیت اولاد
- انتظام اجتماعی

دنیا کی تہذیب ان پانچ عناصر سے بنی ہے۔ عہد حاضر میں ثقافت کی جس تعریف کو زیادہ شہرت حاصل ہے۔ وہ ای بی ٹائلر کی ہے۔ وہ ثقافت کو ایک مرکب متصور کرتا ہے کیسا مرکب اس کی تشریح اس نے یوں کی ہے:

"وہ مرکب جس میں علم، عقیدہ فن، اخلاق، رسم اور دوسری تمام صلاحیتیں اور عادات شامل ہوں۔ اس کا اکتساب انسان بحثیت رکن معاشرے کے کرتا ہو۔"[33]

چنانچہ مغربی فکر کے حوالے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ یہ جبلی بلکہ انسانی کردار کا نظام ہے۔ بالفاظ دیگر کردار سے جو کچھ ابھر کر سامنے آتا ہے، وہی ثقافت ہے۔

حاصل کلام

اسلامی تحریک کا سرمایہ اس کے وہ باکردار افراد ہی ہو سکتے ہیں جو قرآن وسنت کی دعوت اور تبدیلی واصلاح کے طریق کار کو اختیار کریں اور وقت کی قید سے آزاد ہو کر تطہیر افکار، تعمیر سیرت اور معاشرتی عدل رائج کر سکیں۔ اسلامی تعلیمات بھی یہی مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ ان صادق اور امین نمایندوں کو منتخب کریں جو شریعت کی بالادستی اور امت میں اسلامی عدل اور معیشت کے نظام کو رائج کر سکیں۔

اجتماعی اور سیاسی جدوجہد کے دوران مختلف درجوں کی سرگرمیاں اپنی جگہ، لیکن تبدیلی اور کش مکش کے عمل کو نتیجہ خیز بنانے اور پائدار اصلاح کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز وہ مسلسل تعلیمی وتربیتی عمل ہے، جس میں قرآن کریم کا براہِ راست مطالعہ، سیرت النبی ﷺ سے براہِ راست تعلق، عبادات اور حقوق العباد کا شدت کے ساتھ اہتمام، انفاق فی سبیل اللہ اور اپنے اصولوں پر سختی سے جم جانا شامل ہے۔ اگر معاشرے میں اخلاق باختگی ہے تو اس کے خلاف کھڑا ہونا، اگر معاشی استحصال ہے تو اس کے خلاف صف آرا ہونا، اگر عدل وانصاف نہیں ہو رہا تو اس کے قیام کی جدوجہد کرنا، راتوں کو اللہ کے حضور کھڑے ہو کر مدد طلب کرنا، دن میں رزق حلال کے حصول کی کوشش اور زندگی کے ہر لمحے کو صرف دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کرنا شرطِ اوّل ہے۔

تحریک اسلامی کی بنیادی ذمہ داری ایسے افراد کی تیاری ہے جو ذاتی مفاد کے بندے نہ ہوں بلکہ صرف اور صرف خالق حقیقی کے بندے بن کر اس کے

حقوق کو ادا کریں اور خلق خدا کے حقوق کے تحفظ میں ذمہ دارانہ کردار ادا کر سکیں۔ ان افراد کی تیاری کے بغیر جو تبدیلی بھی آئے گی وہ وقتی اور جزوی ہو گی۔ دعوتِ دین ایک ہمہ جہت اور نہ ختم ہونے والی جدو جہد کا نام ہے۔ اس کا ہر محاذ اہم اور ہر محاذ دوسرے سے مربوط اور اس کی معاونت کا محتاج ہے۔ جسے مسلسل خونِ جگر سے سینچنے ہی سے عصر حاضر میں تحاریک اسلامی اپنی منزل سے ہم کنار ہو سکتی ہیں۔

*****

حوالہ جات

1۔ سید قاسم، محمود، *شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا* (لاہور، الفیصل ناشران وتاجران، 2001ء)، 204۔

2۔ عبیداللہ، فہد فلاحی، *تاریخ دعوت وجہاد* (کراچی، فضلی سنز، 2000ء)، 17۔

3۔ مسعود عالم، ندوی، *روداد جماعت اسلامی* (دہلی، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند، 1967ء)، 88۔

4۔ سید ابوالحسن علی، ندوی، *حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت* (لاہور، ادارۃ الحرم، 2009ء)، 12۔

5۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، *الصحیح المسلم*، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر۔۔ (بیروت، دارالاحیاء التروث العربی، 1401ھ)، ح: 177۔

6۔ ندوی، *حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت*، 13۔

7۔ شیخ عثمان بن عبداللہ بن، بشر الحنبلی، *عنوان المجد فی تاریخ نجد* (الریاض، طبۃ وزارۃ المعارف بالمملکۃ العربیۃ، 1387ھ)، 25-2۔

8۔ توراکینہ، قاضی، *مولانا وہاب اور وہابی تحریک* (لاہور، ادارہ مطبوعات سجانی، 2004ء)، 10۔

9۔ ناصر عبدالکریم، العقل، مباحث فی عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ و موقف الحرکات الاسلامیۃ المعاصرۃ منھا (الریاض، دار الوطن للنشر، 1412ھ)، مقدمہ۔

10۔ حسن، البنا، *مبادی واصول فی مؤتمرات خاصۃ*، المؤسسۃ الاسلامیۃ (قاہرہ، مطبعۃ الاخوان المسلمین، 1980ء/۱۴۰۰ھ)، 23-21۔

11۔ خلیل احمد، الحامدی، *دستور الجماعۃ الاسلامیۃ باکستان* (المنصورہ (لاہور، منشورات، 1982ء)، 10-7۔

12۔ "مجلّہ الاصلاح العدد: 113و114"، 01-06-1981

http://alislahmag.com

13۔ "مجلۃ الشھاب البیروتیۃ"، العدد اسادس، السنعۃ، 1975ء

http://dspace.univ-km.dz/xmlui/bitstream/handle

14."The Kurdish lands". Library of Congress, Washington, D.C. 20540 USA. Retrieved 6 November 2019.

15.RESEARCH OF ISLAMIST MOVEMENTS (PRISM). Retrieved 28 April 2015, visited on 22/03/2020.

16۔۔ "مجلۃ الدعوۃ السعودیۃ"، 13-10-1409ھ

17۔ "مجلۃ المجتمع" 26-06-1990

https://mugtama.com/

18۔ الشیخ، عبدالرحمٰن، حزب التحریر۔

https://ur.wikipedia.org/wiki visited on 25-03-2020

19۔ عمر، عبدالرحمٰن، کلمہ حق

https://hawzah.net/fa/Magazine/Visited on 11-02-2020

20۔ احمد جان، بزرگی، *امام خمینی کا سیاسی نظریہ* (اسلام آباد، نورالہدیٰ ٹرسٹ، 2011ء)، 21-20۔

21.https://urdu.tebyan.net/index.aspx?pid=59234 Visited on 22-04-2020

22۔ نعیم، قاسم، *حزب اللہ The Inside Story*، مترجم: محمد یحییٰ خان (لاہور، نگارشات پبلشرز، 2018ء)، مقدمہ 15-6۔

23۔ چودھری، زاہد محمود، *افغانستان پر امریکہ کا قبضہ* (لاہور، یو پبلشرز، 2014ء)، 95۔

24 ۔ زاہد محمود، *افغانستان پر امریکہ کا قبضہ*، 95۔

25۔ بشیر احمد، تمنا، *جدید دنیائے اسلام* (لاہور، ایورنیو بک پیلس، 2016ء)، 84۔

26۔ بشیر احمد، *جدید دنیائے اسلام*، 84۔

27۔ مفتی انور خان، سالار، *دور حاضر کے مذاہب کو فرقے* (کراچی، المنہل پبلشرز، 1438ھ)، 175-164۔

28۔ پروفیسر خورشید، احمد، تحریک اسلامی اور ترجیحات و تقاضے، *ماہنامہ ترجمان القرآن*، جلد 21، شمارہ 3، (2010ء): 3۔

29۔ خرم، مراد، مغرب اور عالم اسلام، ایک مطالعہ (منصورہ لاہور، منشورات، 2006ء)، 312۔

30۔ سیف اللہ، خالد، اب امریکہ کی باری ہے (لاہور، علم و عرفان پبلشرز، 2003ء)، 26-27۔

31۔ پروفیسر خورشید، احمد، اسلامی نظریہ حیات (اسلام آباد، آئی پی ایس پریس، 2010ء)، 469۔

32۔ پروفیسر خورشید، احمد، احیائے اسلام (اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، س ن)، 19۔

33۔ سبط، حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء (کراچی، مکتبہ دانیال، 1983ء)، مقدمہ، 6۔

Bibliography

1) Abu al-Husyn, Muslim b. al-Hajjaj, Sahi al-Muslim, Beirut: Dar al-Ihya al-Turath al-Arabi, 1401/
2) Ahmad, Prof. Khursheed, Ahya-ye Islam, Islamabad: Institute of Policy Studies, nd.
3) Ahmad, Prof. Khursheed, Islami Nazriya-ye Hayat, Islamabad: APS Press, 2010.
4) Ahmad, Prof. Khursheed, Tehrik-e Islami aur Tarjihāt wa Taqazey, Monthly Tarjaman al-Quran 21, no. 3 (2010).
5) Al-Hamdi, Khalīl Ahmad, Dastūr al-Jama’ah al-Islamiyyah Bakistan, Lahore: Manshurāt, 1982.
6) Bashr al-Hambali, Shaykh Uthman b. Abdullah b., Anwān al-Majd fi Tarikh al-Najd, Riyadh: Wizarat al Maā’rif bi al-Mamlakah al-Arabiyyah, 1387/
7) Buzurgi, Ahmad Jan, Imam Khomeini ka Siyasi Nazriya, Islamabad: Noor al-Huda Trust, 2011.
8) Fahad Falahi, Ubaydullah, Tatikh-e Dawat wa Jihad, Karachi: Fazli Sons, 2000.
9) Hasan, al-Bana, Mabadi wa Usūl fi Mu’tamarāt Khassah, Cairo: Mutba’ah al-Ikhwan al-Muslimīn, 1400/1980.
10) Hasan, Sibt, Pakistan may Tahzeeb ka Irtiqā, Karachi: Maktaba Daniyal 1983.
11) Khalid, Saifulllah, Ab America ki Bari hey, Lahore: Ilm wa Irfan Publishers, 2003.
12) Mahmood, Sayyed Qasim, Shahkār Islami Encyclopedia, Lahore: al-Faisal Nashiran wa Tajiran, 2001.
13) Majallah al-Shihāb al-Beirutiyah, al-Adad Sadis, 1975.
14) Murad, Khurram, Maghrib aur Alam-e Islam: Aik Mutala’ah, Lahore: Manshurāt, 2006.
15) Nadwi, Masu’d Alam, Rudād-e Jamaa’t-e Islami, Dehli: Markazi Maktaba Jamaa’t-e Islami Hind, 1967.
16) Nadwi, Sayyed Abu al-Hasan, Hazrat Maolana Ilyas aur un ki Dīni Dawat, Lahore: Idara al-Harum, 2009.
17) Nasir Abd al-Karim, al-Aql, Riyadh: Dar al-Watan li al-Nashr, 1412/
18) Qasim, Naei’m, Hizbollah: The Inside Story, Lahore: Nigarishat Publishers, 2018.
19) Qazi, Tawrakina, Maolana Wahhab aur Wahabi Tehrīk, Lahore: Idara Matboa’t Subhani, 2004.
20) Salar, Mufti Anwar Khan, Dour-e Hazir key Mazahib wa Firqey, Karach: al-Munhil Publishers, 1438/
21) Tamanna, Bashir Ahmad, Jadīd Dunya-ye Islam, Lahore: Evernew Book Palace, 2016
22) “The Kurdish lands". Library of Congress, Washington, D.C. 20540 USA. Retrieved 6 November 2019.
23) Zahid Mahmood, Chaudary, Afghanistan par America ka Qabza, Lahore: U Publishers, 2014.